IMPORTANCE AND INFLUENCES OF MORAL VALUES IN THE LIGHT OF ALLAMA IQBAL’S THOUGHTS

ABSTRACT

اخلاقی اقدار کی اہمیت و اثرات

(فکر اقبال کی روشنی میں)

There are three basic dimensions of human life thoughts, worship (Ibadat) and matters. Thoughts belongs to faith worship (Ibadat) connected with Shariah and matters depends on morality. Faith and worship help to the development of ethical behaviors. Good ethical behavior is fruit of purified thoughts and deeds. The object of the Revelation of last Prophet Muhammad was to completion of morality. Because of the importance and influence of ethics, in every era Muslim Scholars discussed the ethics according to their intellect. In South Asia, renowned Philosopher, scholar and poet Allama Dr. Muhammad Iqbal presented his ideas for the betterment of Muslims circumstances both individually and collectively. Iqbal was specially focused on thought and character purification. According to Iqbal with the help of purified thought and character prosperous society came in to being. In this paper an attempt was made to discussed the importance and influences of morality in the light of Iqbal’s Thought.

Dr. Aqeel Ahmed
Assistant Professor
Department of Islamic Studies & Arabic
The University of Lahore
0300-8825989

اخلاقی اقدار کی اہمیت و اثرات

(فکر اقبال کی روشنی میں)

*ڈاکٹر عقیل احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور

انسانی زندگی کی تین بنیادی جہات ہیں افکار ،عبادات اور معاملات ،افکار کا تعلق عقائد ،عبادات کا شریعت اور معاملات کا تعلق اخلاق سے ہوتا ہے افکاراور عبادات اخلاق و اقدار کو استحکام عطا کر تے ہیں اعلیٰ افکار و کردار کا ثمر پاکیزہ اخلاق ہی کی صورت میں سامنے آتا ہے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد حسن اخلاق کی تکمیل بھی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں علما و محققین نے اخلاقی اقدار و رویوں کو خصوصی طور پر موضوع بحث بنایا ہے۔جنوبی ایشیا میں مسلم حکو مت کے زوال کے بعد جب مسلمانوں کو سیاسی ، سماجی ، معاشی اور تعلیمی میدانوں میں پسماندگی کا سامنا کرنا پڑا تو درد مند علما و مفکرین نے اپنی فکری اور علمی صلاحیتوں کے اعتبار سے مسلمانوں کو دور غلامی اور زوال کے نکالنے کی کوشش کی انہی علما و مفکرین میں ایک ممتاز نام علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ (م:1938)کا ہے ۔علامہ اس عہد کی ممتاز ترین شخصیت اس لحاظ سے بھی ہیں کہ انہوں نے مشرق و مغرب کے سماجی نظاموں کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ بنفس نفیس مشاہدہ اور پھر موازنہ کر کے اپنے افکار عالیہ اقوام عالم اور بالخصوص مسلمانوں کے سامنے پیش کیے اور ان پر واضح کیا کہ وہ کس انداز سے کس طرح مختلف جہات میں مسائل حل کر ایک باعزت ،باہمت اور باکردار قوم کے طور پر دنیا کے سامنے آسکتے ہیں ۔علامہ نے اس ضمن میں جو رہنما اصول دیے ہیں اس میں ایک بنیادی اصول اخلاقی اقدار کی پاسداری اور فروغ بھی شامل ہے۔علامہ نے اخلاق کے حوالے سے اپنی فکر کا مختلف صورتوں میں اظہار کیا ہے۔فرد کی تہذیب ،اصلاح اور فلاح کے لیے علامہ نے مکارم اخلاق کو بنیاد قرار دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں کلام اقبال میں ایسی صفات، شخصیات،واقعات ،لمحات اور مقامات کا بکثرت ذکر ملتا ہے جن سے اخلاق کی اہمت و اثرات واضح ہوتے ہیں ۔فرماتے ہیں:

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(1)

اس شعر میں علامہ نے تین اخلاقی اوصاف صداقت،عدالت اور شجاعت کا ذکر کرکے ان کو امامت یعنیLeadership کی بنیاد قرار دیا ہے۔واضح رہے کہ اقبال کے ہاں لیڈر اور حکمران میں فرق ہے۔یہ حقیقت بھی ہے کہ اکثر حکمران لیڈ (Lead)کی صلاحیت سے بے بہرہ نظر آتے ہیں۔جبکہ اکثر رہنما (Leaders)اقتدار سے دور رہےہیں اس تصور کو اگر ذات اقبال کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو حقیقت ضرور منکشف ہوجائے گی کہ اقبال کبھی بھی مسند اقتدار پر فائز نہیں رہے لیکن ان کا رہبر و رہنما ہونا ایک مسلمہ حقیقت(Proved Reality) ہے۔''سبق پھر پڑھ ''کا جملہ فرد کی تعلیم و تربیت کی طرف اشارہ ہے اس سے یہ بھی مترشح ہوتا کہ وہ تعلیم جو جوہر اخلاق سے خالی ہے اس سے رہبر و رہنما پیدا ہونے کا تصور کرناخیالِ عبث ہے۔

کلام اقبال میں ان تاریخی اسلامی واقعات ، حادثات،انقلابات کے حوالے سے بکثرت تلمیحات کا ذکر ہےجن کی اثرآفرینی کی مختلف جہات ہیں جس میں ایک جہت اخلاقی اہمیت کو اجاگر کرنا اور اس کے اثرات خیر کا فکر انسانی کو شعور عطا کرنا ہے۔

علامہ کے کلام میں ہمیں میرحجاز ،قافلہ حجاز ،صاحب اوصاف حجازی کا ذکر نظر آتا ہے علامہ کی اس سے مرادذہن کو حجاز مقدس کے قرن اول کی طرف راغب کرنا مقصود ہے جہاں میر حجاز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس ان شتر بانوں ،صحرا نوردوں، خانہ بدوشوں اوربدویوں کو اس طرح جوہر اخلاق سےمزین کرتے نظر آتے ہیں ۔کہ جو نہ صرف خود اس سے آراستہ ہوئے بلکہ اقوام عالم کو بھی اخلاق کے ثمر کی لذتوں سے آشنا کر گئے۔اقبال نے اپنے کلام میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر مبارک مختلف زاویوں سے کرکے نسبت رسول ﷺ سے مستحکم کرنےہی کی تدبیر کی ہے اور یہ باور کرایا ہے کی بندہ مولا صفات بننے سے قبل اس نسبت کا اتقان حاصل کرنا ضروری ہے۔اقبال مومن کو بندۂ مولا صفات بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔

اللہ کی لامحدود صفات میں صدق ،عدل ،رحم، کرم ،فضل ، احسان اور عفو وغیرہ نمایاں ہیں بندہ مومن اگر صرف انہی صفات سے متصف ہوجائے تو اس کے بندہ مولا صفات بننے میں دیر نہیں لگے گی اور پھر ان صفات کا ظہور جب مختلف اوقات و معاملات میں ہوگا تو مومن کی ہر مرتبہ نئی شان ہی نظر آئے گی۔جیسا کہ علامہ صاحب فرتے ہیں:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن

گفتار میں کردار میں اللہ کی برھان(2)

نئی شان یعنی وہ اخلاق جو خلق عظیم سے نسبت کے بعد ظہور پذیر ہوگا اس کا اثر ''آن ''(عزت) کی صورت ہی میں ہوگا پھر اس اثر کے بعد پستی سے بلندی ،زوال سے عروج کا سفر شروع ہوگا لیکن اس کے لیے منہج صرف محمدی ہی اختیار کرنا پڑے گا جیسا کہ فرمایا:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد(ﷺ)سے اجالا کر دے(3)

اسم محمد ﷺ ہی سے اجالا ممکن ہے فکر و عمل کی ظلمتیں ہوں ،یا حالات و واقعات کی رسم ورواج کی ہوں یا تمدن نو کی ، سب اسم محمد ﷺ ہی سے کافور ہوں گی۔اسم محمد ﷺ کی اگر معنویت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ:

فالمحمد ھوالذی حمد مرۃَ بعد مرۃِ(4)یعنی محمدﷺ اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

اس ذات کریم کو جس جہت اور جس پہلو کے تناظر میں بھی دیکھا جائے گا تو خیر اور تعریف ہی سامنے آئے گی۔اب جو کوئی ''محمد رسول اللہ ''(5) کہتا ہے اس کا فریضہ ہے کہ وہ اسم محمدﷺ کی معنویت سے اپنی ذات اور ماحول کو آراستہ کرے تاکہ اس سے خیر اور حسن خلق کا ظہور ہو۔یہی علامہ کا مدعا ہے کہ '' دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے''کلام اقبال میں ذات رسالت مآب ﷺ کا جس جہت میں بھی ذکر ہوا ہے اس میں دو پہلو نمایاں ہیں۔ایک ہے فکری وابستگی جس کے لیے علامہ نے عشق کی اصطلاح استعمال

کی ہے۔دوسرا ہے عملی وابستگی جس کے لیے علامہ وفا کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں ۔عشق وو فا کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے عشق کا تقاضا وفا ہے اور وفا کی اساس عشق ہے وفا کے بغیر عشق کا دعویٰ سوائے لفظی اظہار کے کچھ نہیں اور عشق کے بغیر وفا نقالی کے سوا کچھ بھی نہیں۔اس لیے محمد ﷺ سے وفا کے لیے اقبال عشق کو اساس قرار دیتے ہیں تاکہ فکری اتقان کے ساتھ ساتھ عملی رسوخ و پختگی بھی نظر آئے ۔اور پھر اسی سے" خلق عظیم "(6)کے رنگ پردہ حیات(Life Canvas) پر نظر آئیں گے۔

انفرادی و اجتماعی طور پر حسن خلق کے اظہار ہی سے معاشرہ آسودہ حال ہوگا۔ہم دیکھتے ہیں کہ سماج میں فتنہ و فساد ،تخریب و دہشت ،عدم برداشت ،نظم و ضبط کا فقدان اور دیگر عملی کمزوریوں کی بنیادی وجہ اخلاق حسنہ سے دوری ہی ہے۔ایک تعلیم یافتہ شخص اگر با اخلاق نہیں تو اس کی ذات سے معاشرہ حقیقی طور پر بہرہ یاب نہیں ہوسکتا اگر جدید نظام تعلیم اور علوم و فنون میں اخلاقی تعلیمات کا ایک معقول نصاب فکر اقبال کی روشنی میں شامل کر لیا جائے تو احترام آدمیت ،انسانی اقدار کی پاسداری کے ساتھ خیر پر مبنی رویوں کا فروغ ہوگا۔علامہ فرماتے ہیں:

حضور !دہر میں آسودگی نہیں ملتی

تلاش جس کی ہے وہ زندگی نہیں ملتی

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاض ہستی میں

وفا کی ہو جس میں بو وہ کلی نہیں ملتی (7)

کلام اقبال میں صالحین کا تذکرہ بھی خوب کیا گیا ہے۔ایک صوفی،ولی اور مرد صالح کا بنیادی وصف مضبوط فکر کے ساتھ اس کا اعلیٰ اور پاکیزہ کردار ہی ہوتا ہے۔جس سے اسوۂ حسنہ کے رنگ نظر آتے ہیں ۔علامہ نے صالحین کا ذکر ان کے افکار عالیہ اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی عظمتوں ہی کے تناظر میں کیا ہے۔پھر صالحین میں سے بھی ان کا ذکر بڑے خاص پیرائے میں نظر آتا ہے جن کے فکر و اخلاق کے سماج پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے جیسے سید ہجویر ،پیر سنجر،پیر رومی ،امام غزالی، شیخ مجدد وغیرہ تزکیہ

نفوس اور مکارم اخلاق کے حوالے سے اقبال نہ صرف صالحین کا ذکر کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ اپنی روحانی ،فکری اور قلبی نسبتوں کا بھی اظہار کرتے ہیں۔

کلام اقبال میں شخصیات ،مقامات اور واقعات کے علاوہ ان خاص لمحات و کیفیات کا ذکر بھی ملتا ہے جو تزکیہ و اخلاق کے حوالے سے ہے۔لمحات کے حوالے سے وقت سحر کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔علامہ بذات خود سحر کے ان وجدو کیف آفریں لمحات سے حظ وافر اٹھاتے رہے ہیں اس لیے ان لمحوں کو طہارت باطن و اخلاق کے لیے بڑا مجرب نسخہ خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عطار ہو ،رومی ہو ،رازی ہو، غزالی ہو

کچھ ہاتھ آتا نہیں بے آہِ سحر گاہی(8)

حصول فیض اور تہذیب اخلاق و کردار کے لیے اس وقت خاص کی اہمیت علامہ کے اس شعر سے عیاں ہے۔اعلیٰ اخلاق و روایات رکھنے والا بندہ ہی انسانیت کا درد رکھتا ہےسماج سے اخلاقی بیماریوں سے قبل وہ اپنا محاسبہ نفس کرکے خود رذائل اخلاق سے مجتنب ہو کر اپنے افکار و اخلاق کو مجلّٰی، مصفّٰی اور مذکّی کرتا ہےعلامہ کے ہاں اس کے لیے سحر خیزی کے ساتھ شب بیداری بھی نظر آتی ہے اور اس کو وہ صحبت صالح کا فیض قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیمیا پیدا کن از مشتے گلے

بوسہ زن بر آستانِ کاملے(9)

عصری تہذیب جس نے زندگی کو آسائشوں سے بھرپور تو کردیا ہے۔لیکن آسائشوں کے حصول کے لیے مادیت قلوب و اذہان پر غالب ہورہی ہے جس میں روحانی و اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال کر رشتوں کا تقدس اور انسانی اقدار ووقار کو ختم کرکے طبقاتی نظام کو جنم دیا ہے۔اخلاقیات کا تعلق کاروباری ترقی و ساکھ یا معا ملات میں اپنے وقار کو برقرار رکھنے تک ہےاس کے لیے کاروباری اخلاقیات(Professional Ethics)کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے ۔کار حیات میں اخلاقیات کو اس

طرح محدود کرنے کا مقصد سرمایہ دارانہ نظام(Capitalism) کو فروغ دینے کی ایک سبیل ہے۔جب کہ اسلامی تہذیب نے اخلاقی رویہ کوانسانی حیات کا جوہر قرار دیا ہے۔اس کو کامل ایمان اور بعثت نبوت کا بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔اس لیے علامہ نے فرمایا تھا کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی(10)

علامہ کے اس فلسفہ فکر نے ملت اسلامیہ کے مردہ معاشروں کو توانائی عطا کرنے کے ساتھ ان کے نظریات کا تعین بھی کیااور ان کو وہی سبق پڑھانے اور سمجھانے کی بھرپور سعی کی جس کی نظریاتی سرحدیں دار ارقم اور صفہ سے جا ملتی ہیں۔عصر حاضر کے نظام ہائے سیاست ،معیشت،معاشرت،سفارت اور تعلیم و تعلم کے طریق کا راور اقوام عالم پر اس کے اثرات کے تناظر میں علامہ نے امت مسلمہ کو خواب غفلت سے جگا کر ان کو انکی نظری، عملی ،تاریخی ،تہذیبی اور اخلاقی عظمتوں و نسبتوں کا کامل شعور عطاء کیا اور یہ کہہ گئے:

لا پھر اک بار وہی بادۂ و جام اے ساقی

ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام اے ساقی(11)

حوالہ جات

1۔ کلیات اقبال، بانگ درا

2۔ کلیات اقبال، ضرب کلیم

3۔ کلیات اقبال، بانگ درا

4۔القاموس الوحید

5۔ سورۃالفتح،39

6۔ سورۃالقلم،04

7۔ کلیات اقبال، بانگ درا

8۔کلیات اقبال، بال جبریل

9۔کلیات اقبال، اسرار خودی

10۔ کلیات اقبال، بانگ درا

11۔ کلیات اقبال، بال جبریل